© rasailojaraid.com

تلخیص و ترجمہ

سوڈان کے عرب

بلادِ سوڈان جن کا ہم ذیل میں تذکرہ کر رہے ہیں دنیائے عرب کا ایک ایسا جزء ہیں جن کو اس سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ سوڈان مصر کے جنوب میں واقع ہے اور جو لوگ اس سے واقف نہیں ہیں وہ اس کے طبعی حالات کا اندازہ اس سے کر سکتے ہیں کہ اس کی شمالی حد اس خط عرض البلد کے کسی قدر شمال میں واقع ہے جو مکہ مکرمہ پر سے گذر رہا ہے اور بلحاظ جنوب وادی نیل کی طرف مائل ہوتے ہوئے اس جانب میں واقع ہے جو عدن پر سے گذرنے والے عرض البلد پر واقع ہے۔ سوڈان کے شہروں میں شدید گرمی ہوتی ہے اور مصر شمالی کی طرح شمالی جانب میں بارش کم ہوتی ہے۔ سوڈان کے شمالی حصہ میں دریائے نیل مختلف جھیلوں کی شکل میں گذرتا ہے جس کی وجہ سے کشتی رانی مشکل ہوتی ہے۔ البتہ ہاں جب دریائے نیل میں پانی چڑھا ہوا ہو تو اس وقت چھوٹی چھوٹی کشتیوں چل سکتے ہیں۔ اس علاقہ میں سرسبز زمینیں بہت کم ہیں اور یہاں جو زراعت ہوتی ہے وہ زیادہ تر کھجور کے درختوں کی ہوتی ہے۔

سوڈان کے جنوب میں البتہ بارشیں کثرت سے ہوتی ہیں اور دور دور کے علاقوں میں جو دریائے اتبرہ اور نیل ازرق کے درمیان واقع ہیں پیداوار بکثرت ہوتی ہے۔ یہ دونوں دریا حبشہ کے پہاڑوں سے نکلتے ہیں اور دریائے نیل میں جا کر مل جاتے ہیں ان علاقوں میں شکاری جانور خصوصاً ہرن بہت ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں جو علاقہ خرطوم کے جنوب میں واقع ہے اس کی حالت بہت بہتر ہے۔ خرطوم ایک شہر ہے جو نیل ابیض اور نیل ازرق کے سنگم پر واقع ہے۔ ان دونوں نیلوں کے درمیان جو جزیرہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واقع ہے اس میں مصر کی عمدہ قسم کی روئی کی کاشت ہوتی ہے اس کے علاوہ صمغ عربی جو اپنی نفاست کی وجہ سے تمام دنیا میں بہترین گوند سمجھا جاتا ہے وہ کردفان کے علاقہ سے آتا ہے جو نیل ابیض کے غرب میں واقع ہے۔ نیل کے اس جانب میں دریائی گھوڑے اور کچھوے اور عجیب و غریب قسم کے پرندے کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اس کے متوازی نیل ابیض اور حبشہ کے درمیان جو زمینیں پائی جاتی ہیں ان میں بڑی بڑی جھاڑیاں اور تالاب ہیں۔ یہاں بت پرست حبشی رہتے ہیں لیکن چونکہ اس علاقہ کا تعلق عالم عربی سے نہیں ہے۔ اس بنا پر ہم یہاں اس کا ذکر نہیں کریں گے۔ اس علاقہ کے علاوہ سوڈان کے دوسرے علاقے جن کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے وہ ہیں جو پانچویں اور چھٹی صدی میں سب کے سب عربی بن گئے ہیں۔ ان دو صدیوں سے ایک عرصہ دراز پہلے یہ علاقے دو یا تین مسیحی حکومتوں میں منقسم تھے اور اس سے مدت مدید پہلے یہ علاقے حکومت اثیوپیہ (Ethiopia.) کے منتقر تھے جس نے حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے آٹھ سو سال پہلے مصر کو فتح کیا تھا۔ علما تاریخ کا پہلے خیال یہ تھا کہ اس حکومت کے بادشاہ نسلاً حبشی تھے اور ان کی دلیل یہ تھی کہ ان بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ "ترھاکا" نامی کی جو شکل و صورت بعض اشوری آثار پر کھدی ہوئی پائی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گھونگریالے بالوں اور چپٹی ناک کے باعث یہ بادشاہ اہل حبش کے ساتھ بہت کچھ مشابہ تھا۔ لیکن علما تاریخ کی یہ رائے اب قابل قبول نہیں رہی ہے۔ کیونکہ اب ان بادشاہوں کی جو کھوپڑیاں دستیاب ہوئی ہیں اور مصر کے پرانے آثار میں ان کی جو شکلیں اور صورتیں نظر آتی ہیں ان سے علما تاریخ کے پہلے خیال کی تردید ہوتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ پرانے زمانہ میں اتھوپینز اور حبشیوں میں وہی فرق تھا جو آج کل سوڈان کے عربوں اور حبشی قبائل میں پایا جاتا ہے۔ ہم ان سوڈانیوں کو عرب کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ دراصل مصریوں، شامیوں اور مغربی لوگوں کی طرح ہیں جو عالم عربی کے مختلف شعوب و قبائل سے تعلق رکھتے ہیں اور اصلی باشندوں کے ساتھ گھل مل گئے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سوڈانیوں میں جو عربی صفات پائی جاتی ہیں ان کے مظاہر تین چیزیں ہیں۔

(۱) پہلی چیز عربی زبان ہے جو آج کل شمالی سوڈان میں بالعموم رائج ہے۔ اگرچہ تمام سوڈان میں صرف یہی زبان نہیں بولی جاتی کیونکہ یہاں جو لوگ اسوان سے دنقلہ تک نیل کے ساحلی علاقوں پر رہتے ہیں حبشی زبان بولتے ہیں۔ ان کے علاوہ قبائل بجا، جو نیل اور بحر احمر کے درمیان کی پہاڑیوں پر آباد ہیں وہ ایک دوسری بولی بولتے ہیں جو خود انھیں کے نام سے معروف ہے۔ پھر یہ دونوں بولیاں کبھی کبھی مصری حدود میں اسوان میں بھی سننے میں آتی ہیں اور انصائے شمالی سوڈان میں اکثر مقامات کے نام بھی انھیں دونوں زبانوں سے مشتق اور ماخوذ ہیں۔ لیکن اس کے باوجود عربی نام بھی یہاں عام طور پر شائع ذائع ہیں۔ مثلاً وادی ابوعشر، ام حنظل وغیرہ اب قبائل کے ناموں کو دیکھئے تو وہ بھی عربی ہیں مگر صرف ایک بات یہ ہے کہ ان عربی ناموں کے آخر میں وہ کلمات اضافہ کر دیئے گئے ہیں جو بجائی زبان میں عموماً اسمار کے آخر میں زائد ہوتے ہیں۔ مثلاً حمداب۔ زبیراب۔ علیاب۔

(۲) اگر ہم ان علاقوں کا جائزہ لیں جہاں کے لوگ عربی زبان کے علاوہ کوئی اور زبان بولتے ہیں تو ہم کو معلوم ہوگا کہ ان علاقوں کے بڑے بڑے شریف خاندان کثرت سے وہ ہیں جو اپنے متعلق نسلاً اور اصلاً عرب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان خاندانوں میں ان کا شجرۂ نسب بھی محفوظ ہے جس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ صحیح نہیں اور تاریخی حقائق اس کی تائید نہیں کرتے۔ لیکن اس کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اول تو یہ دعویٰ تمام شجرہ ہائے نسب کی نسبت صحیح نہیں ہے۔ ان میں سے بعض خاندانوں کے شجرے ایسے ضرور ملیں گے جو تاریخی لحاظ سے بھی صحیح ہوں گے۔ پھر ایک بات یہ بھی ہے کہ یہ شجرے مستند ہوں یا نہ ہوں بہرحال ان علاقوں کے شرفا کا اپنے آپ کو عرب کی طرف منسوب کرنا بھی کچھ کم اہم نہیں ہے۔ زبان کے اختلاف کے باوجود عربوں سے اپنے آپ کو وابستہ کرنے کی خواہش رکھنا یہ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ لوگ عربی وحدت میں شامل ہیں اور یہ وحدت آج سوڈان کے تمام خطوں اور علاقوں پر مشتمل ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ ان شہروں کے باشندے سب کے سب مسلمان ہیں۔ سوڈان میں کوئی مذہبی اقلیت نہیں پائی جاتی اور نہ یہاں مسیحیت کے پرانے مذاہب مثلاً قبطی، یعقوبی اور ہارونی کنیسہ کا اثر ہے البتہ ہاں ابھی قریبی عہدِ ماضی میں یہ ضرور ہوا ہے کہ سوڈان پر حبشہ کے کنیسہ کا اقتدار قائم ہوگیا ہے جس کے بعض پرانے معابد کے آثار اب بھی پائے جاتے ہیں۔

سوڈانیوں کی طبعی خصوصیات

اگر کوئی شخص یہ دریافت کرے کہ سوڈانیوں کے طبعی خصائص کیا ہیں جو ان کو اوروں سے ممتاز کرتے ہیں تو میں کہوں گا کہ یہ لوگ بے انتہا بہادر، جفاکش اور نہایت کٹر قسم کے مذہبی انسان ہیں۔ چنانچہ درویشوں کی ان جماعتوں نے "ام درمان" کی جنگ اور مشرقی سوڈان کے شہر سواکن کے قریبی مواضعات کی لڑائیوں میں جس غیر معمولی بہادری کا ثبوت دیا ہے اس کی شہادت بہت سے لوگ دے سکتے ہیں، ان لوگوں میں استقلال اور حریت کے جو جذبات ہیں ان کو فنا نہیں کیا جا سکتا۔ انھوں نے اسلام کے ابتدائی دور میں عربوں کی جنگ میں اور اس سے پہلے رومیوں کے خلاف لڑنے میں اور اسی طرح مصریوں سے بالمقابل معرکہ آرا ہونے میں اپنی جس غیر معمولی شجاعت اور صلاحیت جنگ کا ثبوت دیا ہے اس کا انکار کرنا تاریخی حقائق سے چشم پوشی کرنے کے ہم معنی ہے۔ شجاعت کے علاوہ ان کی ایک ممتاز خصوصیت ان کی دینداری اور شوقِ تعلیم ہے۔ چنانچہ یونان کے مشہور شاعر ہومر نے ان کو "پاکباز اور بے عیب" کا لقب دیا ہے۔ ان کی تعلیمی استعداد اور علمی ذوق کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ مصر اور حبش میں سیاسی تعلقات کے ختم ہو جانے کے عرصہ دراز بعد تک بھی ان لوگوں کو مصری زبان ہیروغلیفی کے عالم ہونے کی حیثیت سے نمایاں امتیاز حاصل رہا۔ مسیحی ادوار میں ہم دیکھتے ہیں کہ ان میں دینداری اور تعلیم دونوں ساتھ ساتھ پائے جاتے تھے۔ چنانچہ اس زمانہ میں دینی کتابوں کے تراجم حبشی زبانوں میں بکثرت ہوئے۔ سوڈانیوں میں جو لوگ عالم نہیں ہیں وہ بھی علماء اور علم کی بڑی قدر کرتے ہیں اور اسی سے ان کی طبیعت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

اب شمالی سوڈان کا حال سنئے! یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ عراق، شام، اور مصر کی طرح عربی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تہذیب ایک قدیم ترین تہذیب کی اساس پر قائم ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ مختلف وجوہ سے سوڈانی مذکورہ بالا ممالک کے لوگوں کی بہ نسبت عربوں سے زیادہ قریب ہیں اور ان کے شمائل واطوار کی جھلک ان لوگوں میں مصریوں، عراقیوں اور شامیوں کے بالمقابل کہیں زیادہ پائی جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ سوڈان کی طبعی وضع قطع جزیرۃ العرب سے زیادہ قریب ہے۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ جن لوگوں نے پرانے زمانہ میں شمالی سوڈان کو اپنا وطن بنایا تھا وہ انھیں لوگوں کی نسل میں سے ہوں جو جزیرۃ العرب میں سکونت رکھتے تھے۔"

یہاں تک تو ہم نے خود سوڈانیوں کا حال لکھا ہے۔ اب آئیے یہ دیکھیں کہ جب عرب یہاں آئے تو انھوں نے اس ملک پر کیا اثر ڈالا۔

واقعہ یہ ہے کہ دسویں صدی عیسوی کے ختم ہونے سے بہت پہلے عرب تاجروں نے افریقی علاقہ میں بحر احمر کے ساحل میں توطن اختیار کرنا شروع کیا۔ اسی اثنا میں بعض عرب جو مصر سے آئے تھے وہ شمالی سوڈان کی سونے کی کانوں سے بہت کچھ نفع حاصل کر رہے تھے اور دوسرے عرب اسوان وغیرہ علاقوں میں آباد تھے لیکن عربوں کا حبشیوں کے ساتھ وہ اہم اور دور رس اختلاط جس کے باعث حبشی سلطنت کا ہی خاتمہ ہوگیا اور تمام بلاد عربوں کے رنگ میں رنگے گئے۔ چودہویں صدی عیسوی میں رونما ہوا ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ بحری ممالیک مصر پر حکمراں تھے اور انھوں نے حبشی بادشاہوں کے خلاف کئی مرتبہ فوج کشی کی تھی۔ اس سلسلہ میں جو بدوی لوگ مصر کے حدود میں رہتے تھے ان کے ساتھ سختی اور درشتی کا معاملہ کیا گیا تھا اور وہ تنگ آکر سوڈان کی طرف ہجرت کر آئے تھے۔ ان کی یہ ہجرت ہی سوڈان حبشی سے حکومت کے انقراض وانقطاع کا سبب بنی اور بقول علامہ ابن خلدون کے اب یہاں کی حکومت جہینہ خاندان کے لوگوں میں آگئی جو پہلے حکمرانوں کے رشتہ میں بھانجے ہوتے تھے۔

شمالی سوڈان میں جو عرب آکر آباد ہوگئے تھے انھوں نے سوڈانی رؤسا اور امرا کی لڑکیوں سے شادی بیاہ کرنا شروع کردیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان عربوں کی جو اولاد ہوتی تھی وہ اپنی ماؤں کی زبان ہی بولتی

© rasailojaraid.com

تھی۔ اسی طرح جنوبی سوڈان میں ہوا۔ یہاں عرب کے جہینہ اور ربیعہ قبائل خاص طور پر آکر آباد ہوئے اور چونکہ ان علاقوں میں بارش بکثرت ہوتی ہے اس لئے یہ قبیلے کسی ایک خطہ میں ہی محدود نہیں رہے بلکہ نیل سے دور دراز کے علاقوں میں منتشر ہو گئے چنانچہ کچھ لوگ دریائے اتبرہ اور نیل ازرق کے درمیان اور کچھ نیل ازرق اور نیل ابیض کے درمیان آباد تھے۔ اور کچھ ایسے تھے جو نیل سے کرڈفان تک وادیوں کا جو سلسلہ چلا گیا ہے اس پر رہتے تھے۔ یہاں یہ عرب مہاجرین اپنے اصلی وطن کی طرح بدوی زندگی بسر کرتے تھے اور اپنی مادری زبان عربی کی کما حقہ حفاظت کر سکتے تھے۔

یہ ظاہر ہے کہ سوڈانیوں کا تعرب دفعۃً نہیں بلکہ تدریجی طور پر ہوا ہے اور اگرچہ ہم کو اس کی تفصیلات معلوم نہیں ہیں البتہ اس کا علم ضرور ہے کہ عربوں اور سوڈانیوں کا اختلاط ہر جگہ اور ہر ایک مقام پر ہوا اور دونوں نے دوش بدوش زندگی بسر کی لیکن یہ بھی نہ بھولنا چاہئے کہ اس اختلاط کے مختلف مدارج و مراتب تھے۔ اور اس کا ثبوت ان قصوں اور حکایتوں سے ملتا ہے جو مملکتِ سنار کی نسبت مشہور ہیں۔ یہ مملکت اس عہد کی سب سے بڑی اور قابلِ ذکر حکومت تھی اور اس کا قیام اس طرح پر ہوا تھا کہ ایک بادشاہ فنج ایک طاقتور شیخ عرب کا حلیف بن گیا تھا اس حکومت کا سب سے پہلا حکمراں عمارۃ انکس تھا جس کی حکومت ۱۵۰۵ء کے لگ بھگ بہت نمایاں اور برسرِ عروج تھی۔ پھر یہ حکومت یکے بعد دیگرے اس بادشاہ کے خاندان میں منتقل ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ ۱۸۲۱ء میں محمد علی پاشا نے سنار پر قبضہ کیا اور اس حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

یہاں جو امر لائق ذکر ہے وہ یہ ہے کہ فنج جس زمانہ میں سوڈان پر حکمرانی کر رہے تھے عربوں کا ان پر اثر تدریجی طور پر بڑھتا جا رہا تھا۔ فنج کون لوگ ہیں؟ ان کی اصل کیا ہے؟ اس میں علماء بڑے مختلف ہیں ہمیں اس سے بحث نہیں۔ بہر حال اتنا محقق ہے کہ یہ لوگ بہت سی باتوں میں سوڈان کے اصلی باشندوں سے مشابہ تھے اور ان کے بادشاہ کا شعار بھی یہی تھا کہ سر پر ایک پگڑی سی ہوتی تھی جس میں دونوں طرف سینگ نکلے ہوتے تھے پھر یہ بادشاہ چھ پایوں کی ایک لکڑی کی کرسی پر بیٹھتا تھا جس کو یہ لوگ اپنی بولی میں ککر کہتے تھے۔ جنوبی کرڈفان میں حبش کی پہاڑی آبادیوں کے جو لوگ حکمراں ہیں وہ اس ٹوپی کو اب تک پہنتے ہیں۔ اس قسم کی ٹوپیاں ام درمان کی جنگ کے بعد خلیفہ کے بیت الامانت میں تعداد کثیر پائی گئی ہیں حبش کے پرانے گرجاؤں میں عیسائی بادشاہوں کی جو تصاویر منقوش ملتی ہیں ان میں بھی اسی قسم کی ٹوپی نظر آتی ہے